ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

حضور اکرم ﷺ پر جادو کے بارے میں غلام احمد پرویز کی آراء کا تنقیدی جائزہ

A CRITICAL REVIEW OF GHULAM AHMED PARVEZ'S VIEWS ABOUT THE MAGIC ON THE HOLY PROPHET (PEACE BE UPON HIM)

Zulfiqar Ali
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
RIPHAH international University , Faisalabad
Zulfiqarali9262308@gmail.com
Prof. Dr. Hafiz Muhammad Din Qasmi
Department of Islamic Studies,
RIPHAH international University , Faisalabad

ABSTRACT:

Ghulam Ahmed Parvez, opined that a prophet is absolutely immune to the effect of magic, where as it is contrary to what the Holy Quran says. Ghulam Ahmed Parvez refutes the Holy Prophet (SAW) to be bewitched, while it has been described in the authentic traditions (Hadith and Sunnah). In the Holy Quran, we see the disbelievers, blaming the Holy Prophet Muhammad (SAW) as a bewitched person. Ghulam Ahmed Parvez opines that such traditions (Hadith and Sunnah), support the blame of Arabian Pagans. Therefore they are not worthy of being accepted. The reality is that the blame of Pagans relates to the context, other than the context, which is described in traditions. Both the context have been explained explicitly to eradicate the doubts, put forward by Ghulam Ahmed Parvez.

.

Keywords: Magic, Holy Prophet, Ghulam Ahmad Parvez, Traditions, Pagans.

تمہید:

حضور اکرم ﷺ پر جادو کے متعلق صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث آئی ہے۔اسے "حدیث سحر" بھی کہتے ہیں اور کچھ کمی بیشی کے ساتھ یہی حدیث دیگر حدیث کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ترین درجہ رکھتی ہے۔اسی وجہ سے متعدد محدثین نے اسے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔اس میں صراحت کے ساتھ یہ بات موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا۔اس جادو کا ظاہری اثر منصبِ نبوت میں اثر انداز نہیں ہوا اور نہ ہی یہ تبلیغِ رسالت کے باب میں آپ ﷺ کی عصمت کے خلاف ہے۔جادو کے اس قصے میں آپ ﷺ کی نبوت کے بھی بہت سے دلائل موجود ہیں۔ان کا خلاصہ درج ذیل سطور میں پیش کیا جاتا ہے:

• رسول کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا جو کہ کار گر نہ ہوا اور اللہ نے ثابت کر دیا کہ اللہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے اور اللہ نے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو جادو سے بچایا تھا اسی طرح رسول اکرم ﷺ کو بھی بچا لیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔• فرشتوں کا آپ ﷺ کے پاس تشریف لانا اور آپ کو جادو کرنے والے شخص اور مقامِ جادو کے بارے میں بتلانا، آپ ﷺ کی نبوت کا ثبوت ہے۔• یہ واقعہ آپ ﷺ کی نبوت کے بیس سال بعد پیش آتا ہے جبکہ آدھا عرب آپ کی نبوت اور احکام شریعت کے منزل من اللہ ہونے پر، ایمان رکھتا تھا۔پھر اس کے برعکس، اس واقعہ سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ آپ ہر گز جادو گر نہ تھے کیونکہ جادو گر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔آپ ﷺ پر جادو کے بارے میں، یہ واقعہ کئی اصحابؓ رسول اور تابعینؒ سے مروی ہے۔اس حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل سطور میں، ملاحظہ فرمایئے:

"حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟، فَقَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟، قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟، قَالَ: فِي

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

مُشْطٍ، وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟، قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ، فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ أَوْ كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ، قَالَ: قَدْ عَافَانِي اللَّهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا، فَأَمَرَ بِهَا، فَدُفِنَتْ"، تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو ضَمْرَةَ، وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، يُقَالُ الْمُشَاطَةُ: مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ، وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.[1]

"ہم سے ابراہیم بن موسیٰ اشعری نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنی زریق کے ایک شخص یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا ایک رات (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا، اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو فرشتے (جبرائیل و میکائیل علیہما السلام) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر سے نکلے ہوئے بالوں میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ پہلے فرشتے نے سوال کیا کہ یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنویں میں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا: اے عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑا ہوا پانی ہوتا ہے اور اس کنویں کے کھجور کے درختوں کے سر ایسے تھے گویا شیاطین کے سر ہیں۔ عائشہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر نکلوا کیوں نہیں لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کیا فائدہ) اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی۔ اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس بُرائی کو پھیلاؤں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جادو کا سامان جو کنگھی بال خرما کا غلاف ہوتے ہیں اسی میں دفن کرا دیا۔ عیسیٰ بن یونس کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ اور ابوضمرہ)انس بن عیاض (اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے یوں روایت کیا اور لیث بن مسور اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں روایت کیا ہے »في مشط ومشاقة . ، المشاطة «اسے کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں نکلیں سر یا داڑھی کے اور »مشاقة . «روئی کے تار یعنی سوت کے تار کو کہتے ہیں۔ "

غلام احمد پرویز نے، قرآن مجید کی جس آیت کی تفسیر کرتے وقت، نبی اکرم ﷺ پر جادو کیے جانے والی حدیث "حدیثِ سحر" پر تاویل پیش کی ہے، اس آیت کے الفاظ یہ ہیں:

"نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔"[2]

ترجمہ: "ہمیں معلوم ہے کہ جب وہ کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں، تو دراصل کیا سنتے ہیں، اور جب پیٹھ کر باہر سرگوشیاں کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔ یہ ظالم آپس میں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک سحر زدہ آدمی ہے، جس کے پیچھے تم لوگ جا رہے ہو۔"

اس مذکورہ آیت کے تحت، غلام احمد پرویز، آپ ﷺ پر جادو ہونے کے متعلق، اپنا نقطہ نظر بایں الفاظ پیش کرتے ہیں:

---

1 بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب السحر، رقم الحدیث: ۵۷۶۳

2۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۴۷

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

''آپ کو معلوم ہے۔عزیزان من! کہ آپ کے ہاں عقیدہ کیا ہے اور کہاں سے وہ عقیدہ آیا ہوا ہے، بخاری شریف میں حضور ﷺ کے متعلق یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر معاذ اللہ ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا، آپؐ اسی جادو کے اثر میں آگئے اور کیفیت یہ تھی کہ آپ کو یاد ہی نہیں رہتا تھا میں نے فلاں کام کیا ہے یا نہیں کیا **حتیٰ کہ یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں،** ''اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے'' قرآن اس کی نفی کرتا ہے۔یہاں یہ کفار کا قول بتا رہا ہے۔عزیزان من! آپ کی معتبر ترین کتاب بخاری کی ہے، اس میں یہ چیز ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کسی یہودی نے جادو کر دیا تھا اور بڑی لمبی تفصیل ہے کہ جادو کیسے کر دیا تھا، کس طرح سے آپ کی یہ کیفیت ہو گئی تھی، آپ **رجلا مسحورا** معاذ اللہ بن گئے تھے۔پھر کسی طرح سے یہ پتہ لگایا کسی طرح سے لوگوں کو وہاں بھیجا یہاں وہ تعویز کالا جادو کیا ہوا، وہاں سے نکالا، پھر اس کا اثر زائل ہوا یہ ساری تفصیل دی ہوئی ہے، یہاں قرآن یہ کہتا ہے کہ کفار کا حضور ﷺ کے خلاف یہ قول ہے کہ وہ رجُلاً مسحورا ہے اور یہ کالا جادو لگائے ہوئے چلے آرہے ہیں، اور پھر اس کی (JUSTIFICATION) کیلئے تفسیروں میں بہت کچھ کہا جاتا ہے''[1]

مزید فرماتے ہیں:

''عزیزان من! خالص اس بنا پر لیجئے کہ جو شخص دنیا کے اندر اتنا عظیم انقلاب پیدا کرتا ہے لاکھوں انسانوں کے دل کے اندر اور پھر باہر کی دنیا کے اندر بھی اتنا عظیم انقلاب پیدا کرتا ہے۔اس کی کیفیت یہ ہے، جادو کا مارا ہوا انسان خود تو وہ کسی اور کیلئے کچھ کرنا ایک طرف رہا، اپنے لئے بھی کچھ نہیں کر سکتا، جسے **یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں؟** وہ اتنی عظیم مملکت کا بھی انتظام کرے گا؟ کتنے عظیم انسانوں کی دنیا کو بدل کر رکھ دے گا؟ کیا وہ رجُلاً مسحورا ہوگا؟ معاذ اللہ نہیں قطعاً نہیں اور میں تو دلیل و برہان میں اس سے بھی آگے چلا کرتا ہوں۔میری تو سند یہ ہوتی ہے کہ کیا قرآن کریم یہ کچھ کہتا ہے یا یہ کفار مخالفین آپ کے خلاف آکر اس قسم کی کفر کی باتیں کرتے تھے کہ یہ رجلاً مسحورا ہے؟ یہ ان پر جادو کر دیا؟ قرآن خود یہ بتا رہا ہے کہ کفار کا قول تھا۔آپ ہم سے کہتے ہیں کہ مانیے کہ ہاں رجلاً مسحورا تھے۔اس پر کوئی کیا کرے؟ یہ کیا بات ہوئی کہ نہ کوئی دلیل ہوئی نہ کوئی برہان ہے۔نہ محفوظ بات کو رد کر سکتے ہیں۔[2]

مندرجہ ذیل پیراگراف میں غلام احمد پرویز کے موقف پر تفصیلی گزارشات نذر قارئین کرام ہیں۔

رَجُلاً مَسحورا کب کہا گیا؟ کفار عرب اور مشرکین مکہ کا یہ قول کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سحر زدہ آدمی ہیں۔قرآن کریم میں دو جگہ مذکور ہے سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۴۷ میں، اور سورۃ الفرقان کی آیت ۸ میں۔یہ دونوں آیات مکی دور میں نازل ہوئی تھیں۔سورہ بنی اسرائیل کے زمانہ نزول کے متعلق سید ابو الاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں۔

''پہلی ہی آیت اس بات کی نشان دہی کر دیتی ہے کہ یہ سورت معراج کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔معراج کا واقعہ، حدیث اور سیرت کی اکثر روایات کے مطابق ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا تھا اس لئے یہ سورہ بھی انہی سورتوں میں سے ہے جو مکی دور کے آخری زمانے میں نازل ہوئی تھیں۔''[3]

اب رہی سورۃ الفرقان، تو اس کے دور نزول کے بارے میں، مولانا مودودی لکھتے ہیں:

''انداز بیان اور مضامین پر غور کرنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ نزول بھی وہی ہے جو سورۂ مومنون کا ہے یعنی زمانہ قیام مکہ کا دور متوسط۔ابن جریر اور امام رازی نے ضحاک بن مزاحم اور مقاتل ابن سلیمان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ سورت سورۃ النساء سے آٹھ

1۔ پرویز، غلام احمد، تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان، (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۴۷)، صفحہ ۲۳۳

2۔ پرویز، غلام احمد، تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان، (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۴۷)، صفحہ ۲۳۳

3۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن جلد ۲، ص ۵۸۶

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

سال پہلے اُتری تھی۔اس حساب سے بھی اس کا زمانہ نزول وہی دور متوسط قرار پاتا ہے۔(ابن جریر جلد ۱۹، ص ۲۸ تا ۳۰، تفسیر کبیر جلد ۶، ص ۳۵۸)"[1]

یاد رہے کہ لبید ابن اعصم کا واقعۂ سحر کاری، صلح حدیبیہ کے بعد کا واقعہ ہے، اور کفار عرب یا مشرکین مکہ نے جو آپؐ کی بابت رجلاً مسحوراً کہا تھا، اُسے اگر سورۃ الفرقان کے حوالہ سے دیکھا جائے، تو کفار کا ایسا کہنا، لبید بن اعصم کی سحر کاری سے تقریباً چودہ سال پہلے کا واقعہ ہے، اور اگر سورہ بنی اسرائیل میں مذکور قول کفار کے حوالہ سے حساب لگایا جائے تو تقریباً آٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے۔اب ظاہر ہے کہ جس وقت کفار نے آپ کی بابت رجلاً مسحورا کہا تھا، اس وقت لبید بن اعصم کا واقعہ عملِ سحر، وقوع پذیر ہی نہ ہوا تھا۔غلام احمد پرویز نے کفار کے الزام اور لبید کے واقعہ سحر کاری کے درمیان جو زمانی فاصلہ حائل تھا، اُس کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔

الزام محض: الغرض، کفار عرب کا حضور اکرم ﷺ کو سحر زدہ کہہ دینا، لبید بن اعصم کے حقیقی واقعہ سحر کاری سے جب برسوں پہلے کا واقعہ متحقق ہو گیا، تو اس کی حیثیت سوائے اس کے کہ آپؐ کی ذات اقدس پر ایک الزام عائد کیا جائے اور کچھ نہیں رہتی۔پھر آپؐ کی مخالفت میں ایسے الزام عائد کرنا، اہل کفر کا عام رویہ تھا۔وہ کبھی آپؐ کو ساحر کہہ دیتے تھے (وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ)۔[2] کبھی آپؐ پر شاعر ہونے کی پھبتی کستے (بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ)۔[3] علاوہ ازیں مخالفین، آپؐ پر مجنون ہونے کی تہمت بھی لگایا کرتے تھے (اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ)۔[4]

چنانچہ سید مودودی لکھتے ہیں:

"اہل عرب کے نزدیک دیوانگی کے دو ہی وجوہ تھے۔یا تو کسی پر جن کا سایہ ہو یا کسی دشمن نے جادو کر کے پاگل بنا دیا ہو۔ایک تیسری وجہ اُن کے نزدیک اور بھی تھی، اور وہ یہ کہ کبھی کسی دیوی یا دیوتاؤں کی شان میں آدمی کوئی گستاخی کر بیٹھا ہو، اور اس کی مار پڑ گئی ہو۔کفار مکہ وقتاً فوقتاً یہ تینوں وجوہ نبی علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے تھے۔کبھی کہتے کہ اس شخص پر جن کا تسلط ہو گیا ہے۔کبھی کہتے کہ کسی دشمن نے بیچارے پر جادو کر دیا ہے اور کبھی کہتے کہ ہمارے دیوتاؤں میں سے کسی کی بے ادبی کرنے کا خمیازہ ہے جو غریب بھگت رہا ہے، لیکن ساتھ ہی اتنا ہوشیار بھی ہے کہ ایک دار الترجمہ قائم کر رکھا ہے۔اور پرانی کتابوں کے اقتباسات نکلوا نکلوا کر یاد کرتا ہے۔"[5]

الغرض، آپؐ کی برپا کی ہوئی اسلامی تحریک کا مقابلہ، کفارِ عرب، پیغمبر اسلام ﷺ پر طرح طرح کے الزامات و بہتانات کی بوچھاڑ سے کیا کرتے تھے، انہی الزامات میں سے ایک الزام، آپ کے رجلاً مسحورا ہونے کا الزام بھی تھا جو لبید بن اعصم کے واقعۂ سحر کاری سے برسوں پہلے عائد کیا گیا تھا۔

حقیقت الزام: یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جب کفار عرب نے، آپ ﷺ کی ذات اقدس پر، رجُلاً مسحورا ہونے کا الزام لگایا تھا، تو اس وقت، لبید بن اعصم کی سحر کاری کا واقعہ، وقوع پذیر ہی نہیں ہوا تھا۔یاد رہے کہ سورۃ بنی اسرائیل میں دو پیغمبروں پر اسی الزام کا عائد کیا جانا مذکور ہے۔حضور اکرم ﷺ پر اس الزام کا ذکر (بنی اسرائیل آیت ۴۷) میں آیا ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، فرعون کی طرف سے، لگایا جانے والا یہی الزام، سورۃ بنی اسرائیل میں مذکور ہے (اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا)۔[6] ایسا کہنے کا آخر، کیا معنی و مفہوم ہے؟ ملاحظہ فرمائیے۔

"دراصل اس طرح کے اعتراضات اٹھانے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کفار مکہ اور فرعون کس معنی میں، نبی صلی اللہ علیہ سلم اور حضرت موسیٰ کو مسحور کہتے تھے۔اُن کا مطلب یہ تھا کہ کسی دشمن نے جادو کر کے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے، اور اسی دیوانگی کے زیر اثر، یہ نبوت کا دعویٰ کرتے اور ایک نرالا پیغام سناتے ہیں۔قرآن اُن کے اِسی الزام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔رہا وقتی طور پر کسی شخص کے جسم یا حاسۂ جسم کا جادو سے متاثر ہو جانا، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو پتھر مارنے سے چوٹ لگ جائے۔اس چیز کا نہ کفار نے الزام لگایا تھا

1۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۳، ص ۴۳۰

2۔ سورۃ ص ۳۸: ۴

3۔ سورۃ الانبیاء ۲۱: ۵

4۔ سورۃ الحجر ۱۵:۶

5۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج ۳، ص: ۴۳۹

6۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۱

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اور نہ قرآن نے اس کی تردید کی اور نہ اس طرح کے کسی وقتی تاثر سے نبیؐ کے منصب پر کوئی حرف آتا ہے نبی پر اگر زہر کا اثر ہو سکتا ہے۔ نبی اگر زخمی ہو سکتا تھا تو اس پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا تھا۔"[1]

متن حدیث اور غلام احمد پرویز: غلام احمد پرویز نے سحر کاری کے واقعہ پر مشتمل حدیث کے متن کو پیش کرنے کی بجائے، مفہوم حدیث کو (اضافہ کے ساتھ) اپنے الفاظ میں پیش کر دیا ہے۔ اسی مقالے کی ابتداء میں، انہوں نے جو اقتباس پیش کیا ہے، وہ اسی حدیث کے مفہوم پر ہی مشتمل ہے، اس میں پرویز نے اپنی طرف سے، اس جملے۔۔ **"حتی کہ یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں"**۔۔ کا اضافہ کر ڈالا ہے پھر اسی بات کو انہوں نے دوسرے اقتباس بھی دُہرایا ہے، اور یہ اس لئے کہ (۱) جادو کی تاثیر کے نتیجہ میں، صورت حال کو اور سنگین بنا دیا جائے، نیز (۲) اس اضافی جملے کے ذریعہ سے یہ تاثر اُچھالا جائے کہ اس جادو کا اثر محض آپؐ کے ذاتی افعال تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ شرعی اعمال تک میں بھی خلل اور ابتری کا وقوع ہوا تھا۔ متن حدیث میں ایسے الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں، جن کا ترجمہ پرویز کے خود ساختہ اضافی الفاظ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے، (بنی اسرائیل آیت ۴۷) کی تفسیر کرتے ہوئے، تو اضافی الفاظ کو مفہوم حدیث میں (لیکن بغیر متن کے) پیش کیا گیا ہے، لیکن ان کی ایک قدیم کتاب "معارف القرآن، جلد چہارم" کے صفحہ ۳۱۲ پر بھی اسی حدیث کا متن موجود ہے، نیز انکی کتاب "برق طور" کے صفحہ ۲۱۶ پر بھی یہی حدیث، اپنے پورے متن کے ساتھ موجود ہے، ان دونوں مقامات پر متن حدیث میں ایسے الفا ظ قطعاً موجود نہیں ہیں، جن کا ترجمہ، پرویز کے خود ساختہ جملے کی صورت میں بنتا ہو۔ کتاب معارف القرآن، جلد چہارم کے بارے میں قارئین کرام کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ کتاب، صرف ایک مرتبہ ہی شائع ہوئی تھی، بعد میں اس کا کوئی ایڈیشن نہ چھپ سکا، لیکن جب اسے بے تحاشا حذف و ترمیم کے بعد "معراج انسانیت" کے نام سے شائع کیا گیا، تو ۸۳۲ صفحات کی ابتدائی کتاب، صرف ۴۶۴ صفحات پر مشتمل ہو کر رہ گئی۔

مزاج پرویز کا ایک پہلو: لبید ابن اعصم کی طرف سے سحر کاری کا واقعہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے، جس کا انکار کرنا، ناممکن ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے واقعات کا انکار کرنے پر تُل جائے، تو پھر تو ہر حقیقت کا انکار ممکن ہو جائے گا۔ ایک دیانت دار انسان کی عدل و انصاف اور صداقت و راستبازی کا تقاضا یہ ہے کہ جس حد تک کوئی حقیقت ظاہر ہو رہی ہے، وہ اُسی حد تک اُسے تسلیم کرے، اس سے آگے قدم نہ بڑھائے، لیکن یہ رویہ تو قطعی طور پر عدل و صداقت اور امانت و دیانت کے منافی ہے کہ جہاں تاریخ کے قدم رک جائیں، آدمی اُسی مقام کو اپنے سفر کا نقطہ آغاز قرار دے ڈالے، اور اس سے آگے پیش قدمی شروع کر دے۔

اب اگر ایک حقیقت، مستند اور تاریخی ذرائع سے ثابت ہے تو کسی منصف مزاج اور دیانتدار صاحبِ علم کو نہ تو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ محض اس بنا پر، حقیقت کا انکار کر دے کہ اُسے مان لینے کی صورت میں یہ اور یہ نقائص اور قباحتیں لازم آتی ہیں، اور دوسری طرف، نہ ہی یہ طرزِ عمل مناسب ہے کہ ظن و تخمین اور قیاسات کے گھوڑے دوڑا کر، حقیقت ثابتہ کی اصل حد سے تجاوز کرتے ہوئے، معاملہ کو اضافی اور الحاقی الفاظ کے ذریعے، مزید بڑھانے کی اور پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

نبی کی ذات اور اس پر جادو؟ کیا نبی کے خلاف سحر کاری کامیاب ہو سکتی ہے؟ کیا جادو کا اثر نبی پر ہونا ممکن ہے؟۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی، تو رہا، ایک طرف، ایک راسخ الایمان، مومن پر بھی، جادو کا اثر نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ خیال بعید از حقیقت ہے۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جادو چونکہ کفر کا کام ہے، اس لئے جادو کا اثر، کسی ایماندار یا مومن پر نہیں ہو سکتا اور چونکہ رسول اللہ ﷺ پر بھی جادو کیا گیا تھا، اور اس جادو کا آپ کی طبیعت پر اثر بھی ہو گیا تھا، اور یہ بات اتنی احادیث صحیحہ میں مذکور ہے جو تواتر کو پہنچتی ہیں۔ لہٰذا، یہ حضرات اپنے نظریات کے مطابق ایسی تمام احادیث کا انکار کر دیتے ہیں ہے۔"[2]

بہر حال، قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ پیغمبر پر بھی جادو ہو سکتا ہے۔ فرعون کے جادو گروں نے جب اپنی رسیاں وغیرہ پھینکی تھیں، اور وہ سانپوں کی طرح، حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیں، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ خوفزدہ ہو گئے، ان کا دل لرز گیا، قرآن فرماتا ہے کہ:

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔[3]

ترجمہ: "موسیٰ، اپنے دل میں ڈر گئے، تو ہم نے کہا مت ڈر۔ تو ہی غالب (و برتر) رہے گا۔"

خود غلام احمد پرویز لکھتے ہیں۔

1۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۲، ص ۶۴۸

2۔ کیلانی، عبدالرحمن، تفسیر تیسیر القرآن، جلد ۴، ص ۷۱۴

3۔ سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۶۷۔۶۸

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

''موسیٰؑ نے اپنے اندر خوف وہراس محسوس کیا۔ ہم نے کہا''اندیشہ نہ کرتو ہی غالب رہے گا''۔ [1]

جادو کا اثر اور آپؐ کی حالت: جادو، بہر حال، ایک حقیقت ہے جو اپنا ایک (وقتی) اثر رکھتا ہے، اور سحر زدہ آدمی پر، اس کے اثر کو دیکھا بھی جاسکتا ہے قرآن کریم بھی بیان کرتا ہے کہ جادو کے ذریعہ، میاں بیوی کے درمیان، تفریق بھی ممکن ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ ۭ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ [2]

ترجمہ: ''اوران چیزوں کے پیچھے پڑ گئے، جو شیاطین، سلیمان کی حکومت کی طرف منسوب کر کے پڑھتے پڑھاتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا، جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر (جادو) نازل نہیں کیا گیا تھا اور وہ کسی کو(جادو) سکھاتے نہ تھے، جب تک کہ اس کو متنبہ نہ کرتے، کہ ہم تو آزمائش کے لیے ہیں، لہٰذا تم کفر میں نہیں پڑنا۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے، جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں حالانکہ وہ اذن الٰہی کے بغیر، کسی کو بھی اس کے ذریعہ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ مگر وہ ایسی چیز سیکھتے تھے، جو خود ان کے حق میں نفع بخش نہیں تھی، بلکہ نقصان دہ تھی اور انہیں معلوم تھا کہ جس نے اسے خریدا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے، انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش کہ وہ جان لیتے۔ اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ کہیں بہتر تھا، کاش انہیں علم ہوتا۔''

لبید ابن اعصم نے جو جادو کیا تھا، اُس سے آپ متاثر ہوئے تھے۔ لیکن کس حد تک؟ یہ سید مودودی کے، مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔

''اس کا زیادہ سے زیادہ اثر، جو حضورؐ پر ہوا۔ وہ بس یہ تھا کہ آپ گھلتے چلے جارہے تھے، کسی کام کے متعلق خیال فرماتے کہ وہ کر لیا ہے، مگر نہیں کیا ہوتا تھا۔ اپنی ازواج کے متعلق خیال فرماتے کہ آپ اُن کے پاس گئے ہیں، مگر نہیں گئے ہوتے تھے، اور بعض اوقات، آپ کو اپنی نظر پر بھی شبہ ہوتا تھا کہ کسی چیز کو دیکھا ہے مگر نہیں دیکھا ہوتا تھا۔''[3]

لبید بن اعصم (اور ان کی بیٹیوں) کے سحر کا اثر، بقول مولانا عبدالرحمن کیلانی یہ ہوا کہ:

''انہوں نے بڑا سخت قسم کا جادو کیا، اس کا بھی چھ ماہ تک، آپؐ پر کوئی اثر نہ ہوا، بعد میں اس کے اثرات نمایاں ہونے شروع ہوئے۔ تاہم اس کا اثر محض آپ کے ذاتی افعال تک محدود تھا، یعنی آپ یہ سوچتے کہ میں فلاں کام کر چکا ہوں، جب کہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ یہ ذہنی کوفت آپ پر چالیس دن تک رہی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔''[4]

کیا معمولات رسالت متاثر ہوئے؟ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سحر زدہ ہونے کے بعد، کیا آپؐ کے دینی فرائض اور معمولات رسالت بھی متاثر ہوئے تھے؟ کیا اس جادو کا اثر آپؐ کے شرعی امور کی انجام دہی پر بھی پڑا تھا؟؟ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا تھا۔ یہ اثرات، صرف آپؐ کے ذاتی افعال اور خیال ہی کی حد تک محدود رہے۔ جہاں تک خیال کا تعلق ہے تو قرآن بھی اسی خیال ہی کی حد تک، جادو کا موثر ہونا، بیان کرتا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۔ [1]

1۔ پرویز، غلام احمد، معارف القرآن، ج۳، ص۲۳۷

2۔ البقرہ۲: ۱۰۲۔۱۰۳

3۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۶، ص۵۵۴

4۔ کیلانی، عبدالرحمن، تفسیر تیسیر القرآن، جلد۴، ص۷۱۵

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

ترجمہ: ''ناگہاں اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں، موسیٰ کے خیال میں ایسی لگیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں''۔

رہا یہ امر کہ اثرِ سحر، آپ کے ذاتی افعال تک ہی محدود تھا، تو اس کے متعلق، مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں۔

''اس کا اثر محض آپؐ کے ذاتی افعال تک محدود تھا یعنی آپؐ یہ سوچتے کہ میں فلاں کام کر چکا ہوں جبکہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ یہ ذہنی کیفیت آپؐ کو ۴۰ دن تک رہی۔ بعد میں اللہ نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا، اور آپؐ شفایاب ہو گئے۔ اب دیکھئے، یہ بات واضح ہے کہ اُس وقت تک قرآن نصف سے زائد نازل ہو چکا تھا۔ اہل عرب، اُس وقت دو گروہوں میں بٹ چکے تھے۔ ایک مسلمان اور ان کے حلیف، دوسرے مسلمانوں کے مخالفین۔ اگر اس دوران، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر، شرعی امور میں بھی واقع ہوا ہوتا، یعنی کبھی آپ ﷺ نماز ہی نہ پڑھاتے، یا ایک کی بجائے دو بار پڑھا دیتے، یا قرآن کی آیات، خلط ملط کر کے غلط سلط پڑھ دیتے، یا کوئی اور کام، منزل من اللہ شریعت کے خلاف، آپ ﷺ سے سرزد ہو جاتا، تو دشمن دوست سب میں یعنی پورے عرب میں دھوم مچ جاتی۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ہمیں ایک بھی ایسی روایت نہیں ملتی، جس میں یہ اشارہ تک بھی پایا جاتا ہو کہ اس کے اثر سے آپ ﷺ کے شرعی اعمال وافعال میں کبھی حرج واقع ہوا ہو۔''[2]

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''یہ تمام اثرات، آپؐ کی ذات تک محدود رہے، حتیٰ کہ دوسرے لوگوں کو یہ معلوم تک نہ ہو سکا کہ آپؐ پر کیا گزر رہی ہے۔ رہی آپؐ کے نبی ہونے کی حیثیت تو اس میں آپ کے فرائض کے اندر کوئی خلل واقع نہ ہونے پایا۔ کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ اُس زمانے میں قرآن کی کوئی آیت، آپؐ بھول گئے ہوں یا کوئی آیت آپؐ نے غلط پڑھ دی ہو، یا اپنی صحبتوں میں اور اپنے وعظوں اور خطبوں میں، آپؐ کی تعلیمات کے اندر کوئی فرق واقع ہو گیا ہو، یا کوئی ایسا کلام، آپؐ نے وحی کی حیثیت سے پیش کر دیا ہو، جو فی الواقع آپؐ پر نازل نہ ہوا ہو، یا نماز آپؐ سے چھوٹ گئی ہو، اور اس کے متعلق بھی کبھی آپؐ نے سمجھ لیا ہو کہ پڑھ لی ہے مگر نہ پڑھی ہو۔ ایسی کوئی بات، معاذ اللہ پیش آتی تو دھوم مچ جاتی، اور پورا عرب اس سے واقف ہو جاتا کہ جس نبی کو کوئی طاقت چت نہ کر سکی۔ اسے ایک جادو گر نے چت کر دیا، لیکن آپؐ کی حیثیت نبوت، اس سے بالکل غیر متاثر رہی، اور صرف آپؐ اپنی ذاتی زندگی میں، اپنی جگہ اسے محسوس کر کے پریشان ہوتے رہے۔''[3]

اعتراضات وجوابات: ''حدیثِ سحر'' پر اعتراض کرنے والوں کا کہنا ہے کہ آپؐ پر رَجُلاً مسحورا ہونے کا اعلان، کفار عرب نے کیا تھا، اگر ہم بھی اس کو تسلیم کر لیں۔ تو گویا ہم نے کفار کی تائید و ہمنوائی کی۔

پہلا اعتراض اور اس کا جواب: مولانا عبدالرحمن کیلانی نے پہلے اس اعتراض کا ذکر کیا، اور پھر اس کا جواب دیا۔ ملاحظہ فرمائیے:

''کفار کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ انبیاءؑ کو، یا تو جادو گر کہتے تھے یا جادو زدہ (مسحور)۔ اب اگر ہم خود ہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو اور اُس کی اثر پذیری کو تسلیم کر لیں، تو گویا ہم بھی ہمنوا بن گئے۔ یہ اعتراض اس لئے غلط ہے کہ کفار کا الزام یہ ہوتا تھا کہ نبیؐ نے اپنے دعویٰ کا آغاز ہی جادو کے اثر کے تحت کیا ہے، اور جو کچھ یہ قیامت، آخرت، حشر و نشر اور جنت و دوزخ کے افسانے سناتا ہے، یہ سب کچھ جادو کا اثر یا پاگل پن کی باتیں ہیں۔ گویا وہ نبوت اور شریعت کی تمام تر عمارت کی بنیاد، جادو قرار دیتے تھے، لیکن معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ یہ واقعہ آپؐ کی نبوت کے بیس (۲۰) سال بعد پیش آتا ہے، جب کہ آدھا عرب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور احکام شریعت کے منزل من اللہ ہونے پر ایمان رکھتا تھا۔ پھر یہ واقعہ احکام شریعت پر چنداں اثر انداز بھی نہیں ہوا، البتہ اس واقعہ سے، اس کے برعکس یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ آپؐ ہر گز جادو گر نہ تھے، کیونکہ جادو گر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔''[4]

1۔ طٰہٰ ۲۰:۶۶

2۔ کیلانی، عبدالرحمن، تفسیر تیسیر القرآن، ج ۴، ص ۷۱۵

3۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن جلد ۶، ص ۵۵۴

4۔ کیلانی، عبدالرحمن، تفسیر تیسیر القرآن، ج ۴، ص ۷۱۶

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اعتراض ثانی: معترضین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ: ''کفارِ عرب کی طرف سے لگائے گئے الزامِ مسحوریت نبی کی تائید و ہمنوائی، حدیث (اور وہ بھی بخاری شریف کی حدیث) کرتی ہے'' جبکہ قرآن، اس الزام ہی کو غلط قرار دیتا ہے، لہذا یہ حدیث، قول کفار کی تصدیق کی بناء پر نا قابل قبول اور قابل رد ہے۔

یقیناً، قرآن، کفار عرب کے اس الزام کو باطل قرار دیتا ہے، اس لئے کہ اُن کا یہ الزام اُسی طرح بے بنیاد اور بے سروپا ہے، جس طرح اُن کے آپؐ پر، ساحر، شاعر، کاذب اور مجنون و دیوانہ ہونے کے الزامات لغو اور باطل تھے۔ یہ الزام وہ ہیں جو مکی دور میں آپؐ پر لگائے گئے، جب کہ لبید ابن اعصم کا واقعۂ سحر کاری، مدنی دور (اور صلح حدیبیہ کے بعد کا) واقعہ ہے۔ الغرض جب آپؐ پر رجلاً مسحوراً ہونے کا الزام لگایا گیا تھا، تو اس وقت وہ واقعہ پیش ہی نہیں ہوا تھا، جس کی بناپر واقعۂ لبید کو کفار کے الزام کی تائید و حمایت قرار دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ واقعہ، عملاً وقوع پذیر ہوا، تو اُس وقت کفار مکہ کے لگائے ہوئے الزام قصۂ ماضی بن چکے تھے۔

پھر ''حدیثِ سحر'' کے معترضین کی منطق کے مطابق ہونا تو یہ چاہیے کہ قولِ کفار کی تائید و حمایت، جو کوئی بھی کرے، اسے قابل رد اور متروک سمجھنا چاہیے۔ یہاں تو بقولِ پرویز، حدیث کو اس لئے رد کر دینا چاہیے کہ وہ قول کفار کی تائید کرتی ہے۔ حالانکہ کفار و مشرکین کے ایسے اقوال بھی ہیں، جن کی تائید و تصدیق حدیث ہی نہیں، بلکہ خود قرآن مجید کرتا ہے، صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی مثال: کفار عرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بھی کہا کرتے تھے کہ آپ محض ایک بشر ہیں هَلْ هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ[1] '' ترجمہ: ''(بقول سرداران قوم) کیا یہ محض تم جیسا انسان نہیں ہے۔'' اور آپؐ کی رسالت کی نفی کرتے ہوئے، اگلی بات یہ کیا کرتے تھے کہ کیا اب ہمیں ہدایت پانے کیلئے اس بشر کی پیروی کرنا ہوگی؟ فَقَالُوٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا[2] ترجمہ: ''کیا یہ انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟''۔ یہاں آپؐ کو بشر کہنے والے کفار و مشرکین کی تائید و تصدیق، کوئی حدیث نہیں، بلکہ خود قرآن اور خدائے قرآن کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود رسول ہی سے، اُس کے بشر ہونے کا اعلان کروایا جارہا ہے: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ[3] ۔ ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں۔'' اور دوسری جگہ، جملہ رسولوں (بشمول محمدؐ رسول اللہ ﷺ) کیلئے رجال کے الفاظ آئے ہیں: وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيْهِمْ[4] ترجمہ: ''ہم نے آپؐ سے پہلے جتنے بھی (رسول) بھیجے، وہ سب مرد ہی تھے۔'' اب کیا فرماتے ہیں، اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْقُرْآنِ کے دعویدار افراد، کیا اس موافقت کی بناء پر، انبیاء کرام کی بالعموم اور حضرت رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بالخصوص، بشریت سے بھی انکار کر دیا جائے گا؟

دوسری مثال: مشرکین عرب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم کی بابت یہ اعتراض بھی کیا کرتے تھے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ[5] ۔ ترجمہ: ''یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔'' مشرکین و کفار کی طرف سے آپؐ کے اس ''عیب'' کا اعلان ہو جانے کے بعد، قرآن، یہ بیان کرتا ہے کہ یہ ''عیب'' تنہا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں نہیں پایا جاتا، بلکہ تمام رسولوں کا یہ مشترک ''عیب'' ہے، وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ[6] ترجمہ: ''ہم نے آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے، وہ سب بھی کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے''۔ ۔اب یا تو قولِ کفار سے، اس موافقت کی بناء پر، یہاں بھی وہی حکم لگائیے، جو رَجلاً مسحوراً کی صورتحال میں لگایا جاتا ہے، یا پھر یہ تسلیم کر لیجئے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکل طعام اور بازاروں میں چلنے پھرنے کا الزام و اعتراض ایک لغو اور فضول امر ہے، اسی طرح کفار کا آپ کو رَجلاً مسحوراً کہنا بھی لغو اور فضول امر ہے، اب اگر حدیث کی طرف سے قولِ کفار کی موافقت و ہمنوائی کے باعث، حدیث، قابل رد قرار پاتی ہے، تو پھر قرآن کی طرف سے، اقوالِ کفار کی تائید و تصدیق کی وجہ سے، کیا قرآن کو بھی (معاذاللہ) ناقابل قبول قرار پانا چاہیے؟

1۔ الانبیاء ۲۱:۳

2۔ التغابن ۶۴:۶

3۔ الکہف ۱۸:۱۱۰

4۔ الانبیاء ۲۱:۷

5۔ الفرقان ۲۵:۷

6۔ الفرقان ۲۵:۲۰

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

حاصل کلام

حاصل بحث یہ ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کے حوالے سے احادیث، معتبر کتبِ حدیث میں موجود ہیں اور ان کی صحت میں نہ تو سند اً کوئی شک ہے اور نہ ہی معناً۔ متعدد کبار اہل علم اور اسلاف نے انہی احادیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور یہی رائے اختیار کی ہے کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ مزید انہوں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اس جادو کا تعلق محض آپ ﷺ کی ذات کی حد تک تھا، وحی و تشریعی اُمور پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا تھا اور نہ ہی جادو کا کوئی اثر تبلیغ رسالت کے باب میں واقع ہوا، کیونکہ یہ عصمتِ انبیاء کے منافی ہے۔ اس حوالے سے آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ تاہم غلام احمد پرویز نے مختلف قسم کے اعتراض اٹھا کر ان احادیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے اور اس مضمون میں پرویز کے تمام شبہات کا رد کیا گیا ہے۔